پروفیسر عبدالجبار شاکر کی یاد میں

مولانا محمد خالد سیف اسلام آباد

قریباً دس بارہ برس قبل ایک مہمان گرامی غریب خانہ پر تشریف لائے' سفید شوار قمیص اور سیاہ رنگ کی واسکٹ میں ملبوس' سر پر قراقلی ٹوپی' مقدس نورانی شکل' چہرے پر تمکنت اور وقار' آنکھیں کثرت مطالعہ کی غماز' میں ابھی آنے والے اس مہمان گرامی کی شخصیت کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ انہوں نے یہ کہہ کر میری الجھن کو دور کر دیا کہ مجھے پروفیسر عبدالجبار شاکر کہتے ہیں' اسلام آباد کسی کام سے آیا تھا' سوچا کہ آپ سے بھی ملاقات کرتا جاؤں' یہ جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر مرحوم سے میری پہلی ملاقات تھی' جس کی یاد ابھی تک ذہن پر نقش ہے' بہرحال یہ ان کی عظمت تھی کہ گلستان میں بھی بیابان کی طرح رہنے والے ایک گمنام طالب علم سے ملاقات کے لیے وقت نکالا اور غریب خانہ پر تشریف لانے کے لیے زحمت فرمائی' گفتگو سے میرے اس تاثر کی تائید ہوئی کہ آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق ہے اور اس شوق کی تسکین کے لیے آپ نے اچھا خاصہ ذخیرہ کتب بھی فراہم کر رکھا ہے۔

پروفیسر شاکر صاحب سے دوسری ملاقات اس وقت ہوئی جب چند سال قبل طارق اکیڈمی فیصل آباد کی تجدید نو کی مناسبت سے ایک علمی تقریب کا انعقاد کیا گیا' جس کے مقررین میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد کے ساتھ جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر بھی تھے۔ ہر چند کہ میدان خطابت میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی ایک نام ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس تقریب میں پروفیسر شاکر صاحب چھا گئے تھے' سامعین نے جن کی اکثریت علماء و فضلاء' کالجوں' یونیورسٹیوں اور دینی مدارس کے اساتذہ کرام پر مشتمل تھی' آپ کے خطاب کو بے حد پسند کیا' راقم الحروف نے اس تقریب کی روداد بھی لکھی تھی' جو ''علم و آگہی'' میں شائع ہو چکی ہے۔ مجھے پروفیسر صاحب کے خطاب کو سننے کا یہ پہلا موقع ملا تھا۔ موضوع سے متعلق کثرت معلومات اور خطیبانہ جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ زبان میں ایک عجیب شکوہ اور طنطنہ تھا۔ پروفیسر صاحب

جب خطاب فرما رہے تھے' تو میں ہمہ تن گوش بر آواز تھا اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اردو زبان و تراکیب ہاتھ باندھے دوران خطابت ان سے اپنے استعمال کی التجا کر رہے ہوں۔

ع   تیری آواز کہیں روشنی بن جاتی تھی   تیرا لہجہ کہیں جھکار سے جا ملتا تھا

پھر وہ وقت آیا کہ پروفیسر صاحب ڈیپوٹیشن پر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد کی دعوہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے اسلام آباد میں تشریف لے آئے' ان کی اسلام آباد آمد سے بے حد خوشی ہوئی کہ اس طرح ملاقات کے زیادہ مواقع میسر آتے رہیں گے' ان کے آفس میں حاضری دی اور کافی دیر تک مختلف علمی موضوعات پر تبادلہ خیال کا موقع ملا' جس سے ان کے مطالعہ کی وسعت اور ذوق کی لطافت و پاکیزگی کا نقش دل و دماغ پر گہرا ہوتا گیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر اہتمام طبع ہونے والے سہ ماہی مجلہ "اجتہاد" اور مصری سکالر عبدالحکیم محمد ابوشقہ کی کتاب "تحریر المراۃ فی عصر الرسالۃ" کے اردو ترجمہ "آزادی نسواں عہد رسالت میں" کی تقریب رونمائی مورخہ 2 اگست 2007ء کو کونسل کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی' اس تقریب میں اگرچہ کئی اہم شخصیتوں نے شرکت کی لیکن اپنے منفرد خطیبانہ اسلوب و آہنگ کے باعث آپ سب سے فائق تھے۔

آپ ایک نامور علمی شخصیت' سلیقہ و شائستگی کے حامل منفرد اسلوب کے خطیب اور ماہر تعلیم تھے' اسلام آباد آمد سے قبل انہوں نے پنجاب کے مختلف کالجوں میں طویل عرصہ تک تدریسی خدمات سرانجام دیں اور پنجاب پبلک لائبریری کے ڈائریکٹر جنرل ایئر کموڈور (ر) انوار الحق کے ساتھ مل کر گوجرانوالہ' ساہی وال اور کئی دیگر شہروں میں نہ صرف پبلک لائبریریاں قائم کیں بلکہ کئی دیہات میں موبائل لائبریریاں تک قائم کیں' جن میں آپ کے بعد کوئی اضافہ نہیں ہو سکا' اسلام آباد میں آپ نے پہلے دعوہ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل' پھر دعوہ و شریعت دونوں اکیڈمیوں کے ڈائریکٹر جنرل اور بلحاظ عہدہ فیصل مسجد کے خطیب کی حیثیت سے کام کیا اور آج کل ڈائریکٹر سیرت چیئر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے منصب پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

پہلے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے اپنے مطالعہ کی تسکین کے لیے اچھا خاصہ ذخیرہ کتب فراہم

کیا۔ پھر آپ نے اسے بیت الحکمت کے نام سے باقاعدہ لائبریری کی شکل دے دی‘ جس میں استفادہ کرنے والے محققین اور سکالرز کے لیے ضروری سہولتوں کا بھی انتظام کیا۔ آپ کی یہ لائبریری کم وبیش ڈیڑھ لاکھ کتب ورسائل پر مشتمل ہے‘ جس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں صرف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مختلف زبانوں میں پانچ ہزار سے زیادہ کتب موجود ہیں‘ ایک بار حج سے واپسی پر ملاقات میں بتانے لگے کہ حرمین شریفین کے مختلف مکتبوں پر تاریخ اور رجال کے موضوع پر جس قدر کتب نظر آئیں میں وہ سب اپنی لائبریری کے لیے خرید لایا ہوں۔ انہوں نے اپنی تنخواہ کا ایک حصہ کتابوں کی خریداری کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ نادر ونایاب کتابوں کی تلاش میں وہ پرانی کتابوں کی دوکانوں پر بھی جاتے رہتے تھے اور اس طرح انہوں نے تلاش کر کر کے بہت سے نوادرات اپنی لائبریری میں محفوظ کر دیے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے خرمن خرمن اور گلشن گلشن پھر کر ”تمتع زہر گوشہ یافتم“ کا شرف حاصل کیا ہے۔

دو اڑھائی ماہ قبل میں ابھی اپنے آفس میں پہنچا ہی تھا کہ پروفیسر صاحب اچانک اسی طرح تشریف لے آئے‘ جس طرح انہوں نے پہلی بار غریب خانہ کو قدوم میمنت لزوم سے نوازا تھا‘ صبح سویرے اس آمد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اس طرف سے گزر رہا تھا تو خیال آیا کہ آپ سے ملتا جاؤں‘ کافی دیر تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا اور پروفیسر صاحب معلومات کے دریا بہاتے رہے‘ اسی ملاقات میں پہلی بار معلوم ہوا کہ آپ بھی ”اہل دل“ میں سے ہیں کیونکہ آپ نے کچھ بھی کھانے پینے سے یہ کہہ کر معذرت کر دی کہ میں دل کا مریض ہوں‘ حسب ضرورت ناشتہ کر چکا ہوں لہٰذا اب کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا۔ بہرحال یہ میری آپ سے آخری ملاقات تھی‘ اے کاش! معلوم ہوتا کہ یہ آخری ملاقات ہے تو اسے اور طول دے دیتا یا ان سے اور ملاقاتیں کر لیتا‘ بہرحال اسی دل کے آپریشن کے دوران آپ کی روح اسلام آباد کے ایک ہسپتال میں قفس عنصری سے پرواز کر گئی‘ فیصل مسجد اسلام آباد میں جلد ہی نماز جنازہ ادا کیے جانے کے بعد آپ کی میت کو فوری طور پر شیخوپورہ لے جایا گیا اور یہ سب کچھ اس طرح آناً فاناً ہوا کہ اس عاجز سمیت آپ کے بہت سے دوستوں اور احباب کو آپ کے انتقال اور نماز جنازہ کا بروقت علم ہی نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں بلند وبالا درجات سے سرفراز فرمائے اور ان کے تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے‘ آمین!